ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ - مہر محمد خان ٭

نمبر ۵۶ | مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح شہزادہ ویلز کے تحفہ کے مضمون کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اس کی چھپوائی کے لئے جو ایک آنہ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس میں ۱۷ جنوری تک ۷۹۰ آنے آچکے ہیں۔ احباب توجہ سے کام لیں۔ اور فی احمدی ایک آنہ کے حساب سے بہت جلد وصول کر کے ناظر صاحب بیت المال قادیان کے نام بھیجدیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے بڑے گھر میں بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

میاں عبدالسلام صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے اب اچھے ہیں

صحرائے افریقہ میں تبلیغ اسلام

دورے کا چوتھا دن

(از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

وینیباہ رئیس اکجاکون سے رخصت ہو کر گیارہ میل کا سفر پیدل و ہیمک میں طے کر کے رات کو وینیباہ پہنچ ایک مسیحی رئیس کے ہاں قیام کیا۔ تعلیم یافتہ مسیحی لوگوں کی ایک تعداد فوراً مکان پر حملہ آور ہوئے۔ اور خوب سلسلہ سوالات و جوابات شروع ہوا۔ مسیحی رئیس پر الحمدللہ کہ اچھا اثر ہوا۔ اور بولا "Your is no doubt a purfect rilijon" ۔ آپ کا لاریب کامل مذہب ہے۔" اس حملہ کا کامیاب اندفاع کر کے دو راتوں کی بے آرامی کے بعد آج اللہ کا شکر کر کے خوب آرام کیا۔ اور چوتھے دن کا انتظار کیا۔

سیرین سینگالی مورا کن آج مجھے گیارہ میل کا لمبا سفر طے کرنا ہے۔ اور گیارہ کا عدد آج تیسری مرتبہ مسافت میں شمار ہونیوالا ہے۔ وینیباہ بھی سالٹ پانڈ کی طرح چھوٹی بندر گاہ ہے۔ اور ضلع کا صدر ہے یہاں سے موٹر کی سڑک Sey-an Berro Coe نام جگہ کی طرف جاتی ہے۔ یہ جگہ آج میری منزل مقصود ہے شہر میں لوگ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ایک شامی مسلمان سوداگر خصوصیت سے ملاقات کا خواہشمند ہے۔ اسلئے میں روانہ ہوا۔ اور اس عزیز سے ملا جو محبت سے پیش آیا۔ پیغام مسیح پاک سُنایا گیا۔ اس دکان میں ایک سینگالی و دو مورا کن ملے۔ ہر چہار کو اسمعوا صوت السماء جاء المسیح

جاء المسیح کی آواز سنائی۔ جو انہوں نے شوق و محبت سے سنی۔ اور "دجال" "دابۃ الارض" "یاجوج و ماجوج" پر سوال کئے۔ جن کا جواب زبانی دیا۔ اور ساتھ ایک نسخہ "احمد المسیح الموعود" نذر کیا۔ بعض عیسائی بھی جمع ہو گئے اور ایک نے بالحاح تمام Islamic mod of handshake سیکھا گیا۔ اور لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ میں عیسائی مشنریوں کی کوششوں پر بھی خوش ہوں۔ کہ انہوں نے مسیح موعود کی قبولیت کے لئے لوگوں کی ایک جماعت ہر جگہ تیار کر دی ہے۔

واذ فرقنا بکم البحر

آج چونکہ بارش ہے۔ اور اسقدر موسلا دھار بارش ہے۔ کہ دو گھنٹہ کامل ایک مکان میں ساحل سمندر پر انتظار کرنا پڑا۔ تا بارش تھم جائے بارش تھمی۔ اور چونکہ سڑک بند ہے۔ اسلئے ساحل پر سے پیدل چلنا ہی قریب کا راستہ ہے۔ اور اسی راستہ کو پسند کیا گیا۔ مسٹر ... نامی ایک انگریزی دان مسلمان جو انگلستان میں رہ چکا ہے۔ ہمارا رہنما بنا۔ اور ہیمک بردار لڑکے جو ۲۲ میل تک ہمارے ساتھ آئے تھے۔ اب واپس ہو گئے۔ اور دوسری جماعت نزدیک کے گاؤں سے ان کی جگہ آ گئی۔ سب احمدی تھے۔ ہم ساحل کے ساتھ چل پڑے۔ سب سے اول سمندر کی غضبناک لہروں کا شکار ایک جہاز کنارے پر نیم اوندھا پڑا دیکھا۔ اس کی مہیب صورت اور چھوٹی چھوٹی لہروں کو شریر کھلنڈرے بچوں کی طرح اس کے سوراخوں میں چھپتے اور باہر نکلتے ملاحظہ کیا۔ اس کے بعد ایک دریا کی اسچواری یا فراخ دہانہ کو کشتی میں عبور کیا۔ اور خدا پر توکل کر کے ناخدا کو اپنا زور لگانے کی تاکید کی۔ اسی دریا سے پار اتر کر تین پانیوں کے درمیان ظہر و عصر باجماعت ادا کی۔ اور ماہی گیروں کی جھونپڑیوں۔ اس کے سوروں، کتوں۔ بھیڑوں اور لمبے لمبے وسیع مہاجالوں اور کشتیوں پر نظر فکر و غور ڈالتے ہوئے سمندر کو دائیں اور دریا کو بائیں رکھ کر کچھ تھوڑا سا سفر طے کیا۔ ریت میں پاؤں گھستا اور تکان کا احساس ہوتا ہوا پا کر مخلص ہیمک برداروں نے بذریعہ ترجمان درخواست کی کہ میں ہیمک پر سوار ہو جاؤں اس سفر کی اسوقت ایک عجیب منزل شروع تھی۔ [illegible] کنارہ [illegible] ہو رہا تھا۔ حتی کہ ایسا مقام آ گیا۔ جہاں ایک طرف بحر اور دوسری طرف کنارہ کی بلند ناقابل گذر دیوار تھی۔ اس مقام پر سے گذرنا سمندر کے رحم پر موقوف تھا۔ حالت مد میں گذرنا تو ناممکن مگر جزر میں بھی پُر خطر تھا۔ خصوصاً جبکہ سمندر متلاطم ہو۔ بارش کی وجہ سے امواج بحر مست ہاتھی کی طرح ہو رہی تھیں اور گاہ گاہ باوجود جزر کی آہنی مضبوط زنجیر کے کنارے سے آ کر ٹکراتی تھیں۔ ہیمک بردار ہوشیار ہو کر اور کہیں کہیں ذرا ٹھہر جاتے اور لہر کو ہٹتا دیکھ کر تھوڑے وقت سے متمتع ہو۔ دوڑ کر پرخطر مقام کو عبور کرتے۔ جب وہ دوڑتے۔ تو میں جھولے میں بچے کی طرح اِدھر اُدھر جھومتا۔ کبھی ادھر کھسکتا۔ کبھی ادھر۔ ہو مگر میں نے چھت کی لکڑی کو مضبوط ہاتھ ڈالتا۔ اور جھولے میں اکڑ کر آنکھ بند کئے لیٹ جانا سیکھ لیا تھا۔ اور اسوقت اس گر پر عمل کرتا۔ ایک مرتبہ ایسا موقع آیا۔ کہ دوڑتے ہوئے ہیمک بردار دفعۃً ٹھہر گئے۔ اور میں نے جو آنکھ کھولی۔ تو سفید جھاگ کا بھرا ہوا اور بڑھنے والی امواج کے ہاتھوں کو سیاہ ٹانگوں کے گرد پایا۔ میں ڈرا کہ کہیں آج نفس امارہ کی غلامی میں کوئی حرکت فرعونی کرنے کی سزا مقدر نہ ہو۔ مگر موسیٰ کا ساتھی ہونا اور اذ فرقنا بکم البحر کا انعام فوراً یاد آ کر باعث تسکین ہوا۔ اور یہ محض آنکھ کی جھپک تھی۔ کہ ہیمک پھر رواں ہو گئی۔ موجیں کھسیانی سی ہو کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھتی ہوئی پیچھے ہٹ گئیں۔ براکو میں رات گذاری۔ اور صبح کو دو لیکچر دئے۔ اور پھر یہی منظر یہاں سے واپسی پر دیکھا۔ اور عملاً اللہ کے کلام کی تفسیر مطالعہ کی۔ چوتھا دن ختم ہوا۔

ٹیریٹوریل فوج کے متعلق ناظر امور عامہ کا ضروری اعلان

جہلم میں ۶۲ باسٹھویں پنجابی بٹالین ٹیریٹوریل کی کھڑی ہوئی ہے۔ جس طرح میں پہلے اعلان کر چکا ہوں۔ اور سیکرٹری صاحبان کو لکھ چکا ہوں۔ اور جلسہ پر اعلان کر چکا ہوں۔ اب پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ۲۵ پنجابی جالندھر میں ہماری ڈبل کمپنی بن رہی ہے۔ مگر اضلاع مندرجہ ذیل کے احمدی اس میں حلقہ سے باہر ہونے کے باعث نہیں لئے جا سکتے تھے۔ اسلئے انکو باسٹھویں بٹالین میں شامل ہونا چاہیئے۔ میں نے چودھری شکر اللہ خان صاحب رئیس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کو جو چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر کے برادر خورد ہیں۔ اس حلقہ کے لئے مقرر کیا ہے۔ کہ وہ بھرتی کرنے والوں کی تعداد دو سو پوری کرائیں۔ اور اضلاع مندرجہ تحت میں اگر ممکن ہو سکے۔ دوسرے لوگوں کو بہم پہنچائیں۔ اور جہلم میں لیجا کر خود بھرتی ہوں۔ اور ان کو بھرتی کرائیں۔ حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ میں تمام احمدی جماعت اضلاع متعلقہ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ پوری کوشش کے ساتھ جلد سے جلد اس کام کو پورا کریں۔ اور انبالہ سے لیکر لاہور تک کے اضلاع کے احمدی اپنے نام فوراً دفتر امور عامہ میں بقید ولدیت سکونت پیشہ و عمر و دیگر حالات تعلیم و فوجی خدمات مع اسناد کے بھیجدیں۔ تا کہ ۲۵ پنجابی ٹیریٹوریل کے ڈبل کمپنی پوری ہو۔ ہنوز اس میں ہمارے ۲۲ آدمی داخل ہو کر جالندھر چھاؤنی میں کام سیکھ رہے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب منشی غلام نبی صاحب بلانوی بھی ان میں شامل ہیں۔ امید ہے کہ یہ مخلص جماعت اپنے خلیفہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے بہت جلد گھروں سے نکل کھڑے ہونے کے لئے تیار رہینگے۔ اور حکم پہنچتے ہی مقام مقررہ پر حاضر ہو جائینگے۔ دیگر صوبجات میں ابھی ایسی پلٹنیں کھڑی ہوئی ہیں۔ ایک صوبہ کے آدمی دوسرے میں نہیں لئے جاتے اسلئے دوسرے صوبوں کے متعلق سردست کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۹ر جنوری ۱۹۲۲ء

جماعت احمدیہ کا مرکزی سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۲۱ء

جلسہ کا تیسرا دن - ۲۸ر دسمبر

دوسرا اجلاس

نماز ہائے ظہر و عصر سے فراغت کے بعد ۲ بجے حضرت خلیفۃ المسیح سٹیج پر تشریف لے آئے۔

مولوی سید محمد احسن صاحب بھی سٹیج پر لائے گئے۔ اور دو بجکر ۲۷ منٹ پر حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک تازہ نظم جو نمبر ۵۵ کے صفحہ اول پر درج ہو چکی ہے۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے پڑھی۔ اور دو بجکر پچاس منٹ پر پہلے وہی آیات جو پہلے دن کے لیکچر کے ابتداء میں تلاوت فرمائی تھیں۔ انہی کی تلاوت کے بعد یوں سلسلہ تقریر جاری ہوا:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ۲ کی تقریر

شہزادہ ویلز کیلئے تحفہ

فرمایا پیشتر اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بقیہ لیکچر بیان کروں ایک تجویز اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس وقت اس ملک میں ہمارے بادشاہ کے فرزند اکبر بطور مہمان آئے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بادشاہ وقت کی اطاعت کی تعلیم دی ہے۔ اب جبکہ وہ ہمارے ملک میں مہمان ہیں۔ قادیان دنیاداروں کی نظر میں ایسی جگہ نہیں۔ کہ وہ یہاں آئیں۔ نہ ہم ان کو زر و مال دے سکتے ہیں کہ وہ ان کے پاس ہم سے زیادہ ہے۔ پر وہ اہل اللہ کا ہی دل ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی پر نہیں دیکھتے۔ بلکہ دل کو دیکھتے ہیں۔ اسلئے ہم ان کو وہ چیز دینا چاہتے ہیں۔ جو ان کے پاس نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہ ہدایت اور اسلام کا پیغام ہے۔ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ میں ایک رسالہ لکھوں جس میں حالات حاضرہ کو سامنے رکھ کر شہزادہ کو تبلیغ اسلام کروں۔ اور اس رسالہ کی تیاری کے لئے تمام احمدی کم ازکم ایک ایک آنہ چندہ دیں۔ ہر ایک شخص اس سے زیادہ دے نہ کم۔ اور ایک تعداد معین کر دی جائے۔ کہ اتنے ضرور جمع ہو جائیں۔ مثلاً ۲۵ ہزار آنہ ہو۔ اس سے دشمنوں کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ ہماری جماعت کم ازکم ۲۵ ہزار تو ضرور ہے۔ اور اس رسالہ کو خوبصورت چھپوایا جائے۔ اور اس کے ٹائٹل پر درج ہو کہ ۲۵ ہزار آنے سے چھپوایا گیا۔ اس کو عجوبہ کے طور پر شہزادہ پڑھ لیگا۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ لوگ درمیان سے اٹھتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اگر سنائی نہ دے تو بیٹھے رہیں اور بجز ضرورت کے اٹھنا ٹھیک نہیں۔

اس کے بعد حضور نے اپنی تقریر "ذات باری" شروع فرمائی۔ آج کے مضمون میں شرک اور وحدت وجود کی تردید میں مفصل بیان تھا۔ جب ۵ بجکر ۴۷ منٹ ہو چکے تو جناب مولوی سید محمد احسن صاحب بوجہ علالت رخصت لیکر واپس لیجائے گئے۔ اور حضور کی اس تقریر کا سلسلہ آٹھ بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوا۔ مگر ابھی بہت سا حصہ باقی تھا۔ تقریر کے بعد فرمایا۔ کہ بیعت صبح لینگے۔ اور بقیہ تقریر کے متعلق ارشاد ہوا۔ کہ کل صبح کا وقت چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا تھا۔ مگر انھوں نے اپنا وقت مجھے دیدیا ہے۔ اسلئے انشاء اللہ میں کل اپنی بقیہ تقریر ختم کرونگا۔

جلسہ کا چوتھا دن - ۲۹ر دسمبر

آخری اجلاس

اس اجلاس کی کارروائی دس بجے شروع ہوئی اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ دس بجکر ۵ منٹ پر تشریف لائے۔ اس ۵ منٹ کے عرصہ میں بہت سے احباب نے قرآن کریم و نظمیں پڑھیں۔ حضور کی آمد پر صاحبزادہ ناصر احمد صاحب نے میز پر کھڑے ہو کر قرآن کریم پڑھا۔ اور منشی قاسم علیخان صاحب نے خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب کی نظم پڑھی جو نمبر ۵۵ میں شائع ہو چکی ہے۔ اور پھر ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم اور حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری نے بھی نظمیں پڑھیں۔ یہ نظم خوانی گیارہ بجکر چار منٹ تک جاری رہی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ۲ کی تقریر

ان نظموں کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کھڑے ہوئے اور الست بربکم قالوا بلیٰ والی آیات تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ:۔

پیشتر اس کے کہ میں اپنا بقیہ مضمون بیان کروں احباب کو ادھر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اپنے اعمال میں ترقی کرو۔ وہ زمانہ جبکہ لوگ دین سے بے خبر اور غافل تھے۔ اور کوئی قربانی نہ کرتے۔ اور صوم و صلوٰۃ کی طرف متوجہ نہ تھے اس وقت احمدیوں نے جو قربانیاں کیں۔ وہ بہت بڑھ گئی تھیں۔ اور انکی نظیر دی جا سکتی تھی۔ لیکن اب یہ لوگ بھی نمازوں کی طرف متوجہ ہیں۔ اور گلیوں میں نمازوں کے لئے آوازیں دیتے پھرتے ہیں۔ اور اپنی خلافت کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ اور جیلخانوں میں جاتے ہیں۔ اب حالت بدل گئی۔ اور قربانی کا معیار بھی اونچا ہو گیا ہے۔ اسلئے تمہیں بھی اپنی حالت کو بدلنا چاہیئے اگر تمہاری قربانیاں اتنی بھی نہ ہوں۔ جتنی وہ اپنی خلافت کے لئے کرتے ہیں۔ تو تمہاری قربانیاں حقیر چیز کی قربانی کی طرح ہونگی۔ جن کو خدا تعالیٰ قبول نہیں کریگا۔ بلکہ تمہارے منہ پر ماردیگا۔ تمہیں بڑی قربانیوں کے لئے تیار ہونا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر جان بھی جائے۔ تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ تم میں سے بھی بعض نے ہجرت کی۔ مگر قادیان کی طرف جو امن کی جگہ ہے۔ مگر غیر احمدیوں نے کابل کی طرف ہجرت کی۔ اور گو اسمیں ان کی غلطی تھی۔ مگر پھر بھی جس چیز کو حق سمجھتے تھے۔ اس کے لئے انھوں نے اپنی جانوں کو قربان کر دیا۔ تمہیں اس سے بڑھ کر نمونہ دکھانے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ اور اسلام کے لئے تمہیں

اپنے مالوں اور جائدادوں اور عزیزو اقارب اور زمینداریوں کو چھوڑنا پڑے۔ تو تمہیں ذرہ بھی خوف اور ہچکچاہٹ نہ معلوم ہونی چاہیئے۔ پس ہر وقت اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو۔ کہ کوئی دنیاوی چیز ایسی نہیں۔ جو تمہیں خدا کی راہ میں قربانی سے روکے۔

سید احمد نور صاحب نے صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے جو حالات لکھے ہیں۔ ان میں ایک واقعہ بہت ہی موثر ہے۔ کہ جب شہید مرحوم یہاں سے گئے۔ تو انہوں نے دعوت و تبلیغ کے خطوط امراء کابل کے نام لکھے۔ اور ایک مرید کو دیئے۔ اس نے کہا کہ میں گھر سے کپڑے لے لوں۔ انہوں نے اس سے خطوط لے لیئے۔ اور عبدالغفار خان مرحوم کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ میں لیجاتا ہوں۔ اور وہ لے گئے۔ شاید ان کی یہی خدمت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بہشتی مقبرہ میں دفن کرایا۔ اسلئے تمہیں اب قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ مثلاً اگر کابل کے احمدی اپنی احمدیت کو ظاہر کریں۔ اور وہاں کی حکومت جبراً ان سے احمدیت چھڑوائے۔ تو ہمارا فرض ہو گا۔ کہ ان کی مدد کریں اگر ہماری حکومت روکے۔ تو پھر احکام اور ہونگے۔ پس مت خیال کرو۔ کہ امن کا زمانہ ہے۔ بلکہ تم اپنی جانوں کی قربانیوں کے لئے تیاری کرو۔ میں فوجوں میں بھرتی ہونے کی جو ترغیب دیا کرتا ہوں۔ اس سے میری ایک یہ بھی غرض ہوتی ہے کہ اس طرح علاوہ اپنے بادشاہ کی خدمت کے موت کا خوف بھی کم ہو جائیگا۔

دیکھو فائدہ اٹھانے والے اس طرح فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب سنوری نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے واپسی کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو۔ انہوں نے چھ مہینے تک نہ پوچھا۔ اتنے میں دفتر سے ان کی معطلی کے احکام جاری ہو گئے۔ مگر جب چھ مہینے کے بعد اجازت ملی۔ اور وہ واپس گئے۔ تو ایام معطلی کی ساری تنخواہ بھی مل گئی۔ اور نوکری پر بھی بحال ہو گئے اور ان کی معطلی دفتر کی غلطی قرار دی گئی۔ پس جو خدا کی راہ میں قربانی کرتا ہے۔ وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ تم اپنی قربانی کے معیار کو بڑھاؤ۔

ایک خاص بات میں کہنا چاہتا ہوں۔ جس نے حضرت صاحب کی کتب کے لئے ایک بک ڈپو کھلوایا ہے۔ اس کے سرمائے کے لئے اپنے دستخطوں سے ایک خط بعض دوستوں کے نام لکھا۔ انہیں سے بعض نے جواب بھی نہیں دیئے۔ اگر ڈپٹی کمشنر کی چٹھی ہوتی تو وہ ضرور جواب دیتے۔ مگر کیا وجہ ہے۔ کہ خدا کے رسول کے خلیفہ کی چٹھی کا انہوں نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔ اسلئے انکو سبق دینے کے لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ جب تک وہ جواب نہ دینے کی وجہ نہ بتائیں۔ نہ میں ان کے خط کا جواب دوں گا۔ نہ ان کے لئے خاص دعا کرونگا۔ روحانیت کے ماتحت جو دعائیں ہیں وہ تو سب کے لئے ہیں۔ تم خدا کی فوج کے سپاہی ہو۔ مگر ابھی تک فوجوں کے آداب سے بھی ناواقف ہو۔ میں ایک احمدی فوجی افسر کا مہمان تھا۔ ہم کھانا کھا رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا کہ بڑا افسر بلاتا ہے اس احمدی افسر نے لقمہ اٹھایا ہوا تھا۔ وہ منہ میں نہیں ڈالا۔ اور چھوڑ کر فوراً چلا گیا۔ اور بعد میں بتایا کہ ہم سے عہد لیا جاتا ہے۔ کہ جس حال میں ہو۔ افسر کے بلانے پر پہنچو۔ میں احمدی ہوں۔ اس کی پوری رعایت کرتا ہوں۔ یہی حالت تمہاری ہونی چاہیئے۔ اب تم سے مولفۃ القلوب کا سا سلوک نہیں ہو گا۔ ایک دفعہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خدمت میں لکھا۔ کہ میں فلاں کام میں مشورہ طلب کرتا ہوں۔ جواب میں آپ نے لکھا کہ "نورالدین خلیفہ ہے۔ حکم دینا جانتا ہے۔ مشورہ دینا نہیں جانتا۔" پس یہ آداب ہوتے ہیں۔ ان کو سیکھو۔ تمہاری حالت غیروں کے لئے نمونہ ہونی چاہیئے۔ ورنہ خالی باتوں اور خالی نمازوں سے خدا خوش نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد فرمایا۔ اس دفعہ میرا مضمون غیر معمولی طور پر لمبا ہو گیا۔ مجھے تو خیال تھا کہ شاید ایک ہی دن بوجہ کھانسی کے تقریر کر سکوں۔ نوٹ تیار کرنے میں بھی اندازے میں غلطی ہوئی۔ اور اصل اندازہ تو خدا ہی کا ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم۔

اسکے بعد حضور کی بقیہ تقریر "ذات باری" پر ۱۱ بجے شروع ہو کر ڈھائی بجے ختم ہوئی۔ اور بیعت کیلئے ارشاد ہوا چنانچہ نئے لوگوں نے بطریق سابق بیعت کی۔ اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ اور سٹیج پر ہی سے حضور نے جانیوالے احباب سے مصافحہ فرمایا۔ اور روانگی کی اجازت دی۔

نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی گئی۔ اور جب تک ہوتے ہوتے ساڑھے تین بج گئے۔ مگر حضور کے منشاء کے مطابق جلسہ جاری رکھا گیا۔ کہ وہ لوگ جو قادیان میں آج رہینگے۔ وعظ سن سکیں۔ پہلے چودہری فتح محمد صاحب ایم اے نے ہندوؤں چوہڑوں وغیرہ میں تبلیغ کی ضرورت پر مختصر تقریر کی۔ اور باقی وقت مولانا راجیکی کو ملا۔ اور آپ نے خاتم النبیین کے متعلق چند باتیں بیان فرمائیں۔ اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

فالحمد للہ رب العالمین۔

اِسمہٗ احمد

حضور نے ایک صاحب کے استفسار متعلقہ اسمہٗ احمد کے متعلق لکھوایا:۔

"میں جہانتک سمجھتا ہوں کہ سورہ صف کی آیت اسمہٗ احمد میں دو شخصوں کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ ایک کی پیشگوئی تو ایک ایسی صفت کے ذریعہ سے کی گئی ہے۔ جو ظلی طور پر اس میں آئی ہے۔ اور دوسرے کی پیشگوئی اس طرح ہو گئی ہے۔ کہ ظل ہمیشہ کسی اصل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صاف طور پر تو اس میں مسیح موعود کی پیشگوئی ہے۔ جو مجرد احمد ہے اور چونکہ احمد نام ظلی ہے۔ اور ظل ہمیشہ کسی اصل کا ہوتا ہے۔ اسلئے اس میں یہ پیشگوئی بھی آ گئی۔ کہ کوئی اصل وجود بھی اس احمد سے پہلے آ چکا ہو گا۔ پس دونوں کا وجود اس سے ثابت ہوتا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جو اصل ہے۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو ظل ہے کیونکہ ظل اپنے اصل سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ یہی معنی اس آیت کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔"

خاکسار نواب الدین۔ افسر ڈاک

خطبۂ جمعہ

جماعت احمدیہ کا پروگرام

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اسلامی طریق کے مطابق محرم سے نیا سال شروع ہوا کرتا ہے۔ لیکن ملک کا دستور اور اس کی رسوم بھی بہت کچھ انسان کے اعمال پر اثر ڈالتی ہیں۔ ہمارے ملک کے دستور کے مطابق اس وجہ سے کہ ہمارے ملک پر حکومت کرنے والی قوم کے طریق اور دستور العمل کے مطابق جنوری سے نیا سال شروع ہوتا ہے۔ ہمارے کاموں میں بھی اس نئے سال کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے ملک کے عام رواج اور دستور کے مطابق یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ ایک نیا سال ہے۔ جو ہمارے لئے چڑھا ہے اور اس نئے سال میں یہ پہلا جمعہ ہے۔ جو ہمارے لئے آیا ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماری جماعت کے احباب مختلف جہات سے اکٹھے ہو کر قادیان جلسہ کے لئے آئے تھے۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے بولنے والوں کو سنانے کی جو توفیق دی۔ اونھوں نے سنایا۔ اور سننے والوں کو سننے کی جو توفیق دی۔ انہوں نے سنا۔ قادیان کے رہنے والوں کو خدمت کا جو موقع خدا تعالیٰ نے دیا۔ اس سے جنھوں نے فائدہ اٹھایا۔ اٹھایا۔ اس کے بعد وہ سال ختم ہو گیا اور نیا شروع ہوا۔ یہ ایک دورہ ہے۔ جو اسی طرح گذرتا چلا آرہا ہے۔ اور اسی طرح گذرتا چلا جائیگا۔ سال کے بعد سال آتا ہے۔ اور گذرتا جاتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے جب لوگ کہتے ہیں۔ نیا سال شروع ہو گیا۔ اس موقع پر ہر شخص کے دل میں نئی امنگ اور نئے ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ سو کیا چیز نئی شروع ہوتی ہے۔ کیا انسان کی زندگی نئی شروع ہوتی ہے۔ زندگی کا تو بہت پہلے سے سلسلہ چلا آتا ہے۔ پھر کیا علم میں کوئی جدت پیدا ہو جاتی ہے کیا نیا سال اپنے ساتھ نئے علوم لایا کرتا ہے۔ نہیں یہ تو نہیں ہوتا۔ علوم تو حاصل کرنے سے ہی آیا کرتے ہیں۔ اگر کوئی پچھلے سال علم حاصل کرتا۔ تو اسے علم حاصل ہو جاتا۔ اور اگر نئے سال علم حاصل نہ کریگا۔ تو نہیں آئیگا۔ نیا سال اسے علم نہیں سکھا سکتا۔ پھر کیا نیا سال کوئی نیا طریق عمل لاتا ہے۔ جب سے انسان کو طاقتیں اور قوتیں ملی ہیں طریق عمل تو وہی ہے۔ جو پہلے مقرر ہو چکا۔ تو عمل کے لحاظ سے بھی نیا سال کوئی نئی چیز نہیں لاتا۔ جو اعمال انسان آنیوالے سال میں کرنا چاہتا ہے۔ وہ پہلے سال بھی جو گذر گیا ہے۔ کر سکتا تھا۔ اور اگر نئے سال بھی نہ کرنا چاہے۔ تو نیا سال اُسے مجبور کرا کر نہیں کرا لیگا پھر وہ کیا نئی چیز ہے۔ جو نیا سال لایا ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے۔ جو نئے سال کے شروع ہونے پر انسان کے دل میں اُمنگیں پیدا کر دیتی ہے۔ یا واقع میں کوئی چیز ہے بھی یا نہیں ؟

میرے نزدیک ہر نیا سال جو آتا ہے۔ بعض نئی باتیں اپنے ساتھ لاتا ہے۔ گو وہ پرانی بھی ہوتی ہیں۔ لیکن ایک لحاظ سے نئی بھی ہوتی ہیں۔ پرانی تو اس لحاظ سے کہ اگر انسان چاہتا۔ تو ان کو پچھلے سال بھی مہیا کر سکتا تھا اور نئی اس لحاظ سے کہ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ اگر اپنے نصب العین کو قریب ترین نہ قرار دے لے تو بھول جاتا ہے۔ اور اس سے دور جا پڑتا ہے۔ جب تک انسان اپنی منزل مقصود کے سفر کو ٹکڑے نہ کرتا جائے۔ اس کے قابو میں نہیں رہتا۔ مثلاً دیکھو شریعت نے بھی اوقات مقرر کر دئے ہیں۔ جمعہ مقرر کر دئے ہیں۔ چھٹے دن کے بعد ساتواں دن جمعہ کا آجاتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو ایک نماز سے لیکر دوسری نماز کے وقفے تک کے گناہ معاف ہو جائینگے۔ اور فلاں عبادت کرو گے۔ تو ایک دن کے گناہ معاف ہو جائینگے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو جمعہ سے لیکر جمعہ تک کے گناہ بخشے جائینگے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو مہینہ کے گناہ بخشے جائینگے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو سال کے گناہ بخشے جائینگے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو سو سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہو جائیگا۔ یہ تقسیم جو ایک وقت سے دوسرے وقت تک ایک ہفتہ ایک مہینہ ایک سال اور پھر کئی سالوں کی کیوں کی گئی ہے۔ اسی لئے کہ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ ایک محدود زمانہ کو تو وہ مستحضر رکھ سکتا ہے۔ لیکن غیر محدود زمانہ کو نہیں رکھ سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مدرسہ والوں نے تعلیم کی تقسیم اوقات میں رکھ دی ہے۔ جو شخص پڑھنے کے لئے نکلتا ہے اسے پڑھتے رہنا چاہیئے۔ جب تک کہ تعلیم نہ حاصل ہو جائے۔ خواہ اسے دو تین چار پانچ دس پچاس سال لگ جائیں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک سال کے بعد جماعتیں بدلتی اور ہر جماعت کے لئے وقت کی حد مقرر ہے۔ اور تعلیم پانے کے عرصہ کی تقسیم سالوں میں کر دی گئی ہے۔ کیوں اسی لئے کہ جب تک انسان کے سامنے زمانہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ لایا جائے۔ وہ اپنے مقصد اور مدعا کو مستحضر نہیں رکھ سکتا۔ اور وہ بات اسے بھول جاتی ہے۔ جسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مدرسہ والوں نے تعلیم کی مدت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ جس وقت ایک لڑکا سکول میں داخل ہوتا ہے۔ تو اس کے سامنے بی اے اور ایم اے کی ڈگری نہیں ہوتی بلکہ یہی ہوتا ہے۔ کہ پہلی جماعت کا امتحان پاس کرنا ہے۔ اس طرح اس کی ہمت بلند اور حوصلہ بالا رہتا ہے۔ کیونکہ جب ایک حصہ کو وہ پورا کر لیتا ہے۔ تو اسے اپنی کامیابی کا احساس ہوتا ہے اور پھر وہ آگے بڑھتا ہے۔ اور اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اس کی مثال اس بچہ کی سی ہوتی ہے۔ جس کا ذکر ہم بچپن میں ایک کہانی میں سنتے تھے۔ آپ لوگوں نے بھی سنی ہوگی۔ کئی طرح بیان کی جاتی ہے۔ میں نے جو سنی تھی۔ وہ یہ ہے کہ ایک بچہ باہر نکلا۔ اس کے سامنے ایک جن پھول بن گیا۔ جب وہ اسے پکڑنے لگا تو پھول پیچھے ہٹ گیا۔ جب وہ اور آگے بڑھا تو پھول اور پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دراصل آئندہ کی ترقیاں ہی ہوتی ہیں۔ جو جن کے پھول بننے کی طرح پھول بن کر آتی ہیں۔ اور

سال کے وقفہ پر کھڑی ہو کر پکارتی ہیں۔ کہ یہاں آؤ اور ہمیں پکڑ لو۔ جب انسان وہاں پہنچتا ہے۔ تو وہ ایک سال اور پیچھے ہٹ کر جا کھڑی ہوتی ہیں۔ کہ یہاں تک آؤ۔ تو ہمیں حاصل کرو۔ اسی طرح بڑھتے ہوتے منزل پر پہنچا دیتی ہیں۔ اگر انسان ان کے پیچھے چلنے کی کوشش کرتا رہے۔ اور اگر کوشش نہ کرے۔ تو ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔

بس ہر سال نیا پروگرام اور نیا کام انسان کے سامنے لاتا ہے۔ اور اس طرح تقسیم کر کے اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جس سے انسان خوش ہو کر آگے کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ورنہ اگر ساری زندگی انسان کے سامنے ہوتی۔ تو اس کے پروگرام میں نہ تو ایسی باقاعدگی رہتی اور نہ اسمیں نیا جوش اور امنگ پیدا ہوتی۔ بلکہ جو سال گذر جاتا اس کے متعلق سمجھتا کہ میری زندگی سے کم ہو گیا ہے۔ آگے میں کیا کرونگا۔ اس طرح بے حوصلہ ہو کر ہمت ہار دیتا مگر جب اس کی زندگی سالوں میں تقسیم کر دی گئی۔ تو نئے سال کے آنے پر وہ کہتا ہے۔ اتنا کام مجھے اس سال کرنا ہے۔ اور اس طرح پہلے کی نسبت کچھ نہ کچھ آگے ہی بڑھتا جاتا ہے۔

ہمارے لئے بھی ایک نیا سال چڑھا ہے۔ اس وقت دو باتیں دیکھنی چاہئیں۔ اول تو یہ کہ پچھلا سال کیسا گذرا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کا ایک حصہ گویا نئے سال کی ذمہ داریوں کا اظہار کرنے والا ہے۔ اور دوسرا حصہ گذشتہ سال کی تمام کارروائیوں پر ریویو اور تنقید ہے۔ وہ کس طرح؟ پہلا حصہ اس سورہ کا گذشتہ سال کی کارروائیوں پر نظر ڈالنے کے متعلق ہے۔ اور پچھلا حصہ اگلے سال کے متعلق اور وہ اس طرح۔ کہ انسان دیکھتا ہے۔ کہ پچھلا سال جو گذرا۔ اس میں خدا تعالیٰ سے بندوں کا معاملہ رہا ہے۔ اس سال میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائگی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر فرض تھی۔ اور خدا بھی وہ جس کی بڑی بڑی نعمتیں اور فضل اس پر ہیں۔ آیا ان ذمہ داریوں کو اس نے صحیح اور پورے طور پر ادا کیا ہے۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کو انسان جب اپنے اندر اٹھائیگا۔ تو اسے یقیناً یہ جواب دینا پڑیگا۔ کہ میں نے اپنی ذمہ داریوں کی ادائگی میں بڑی بڑی کوتاہیاں کی ہیں۔ پھر اس بات پر نظر ڈالنی پڑیگی۔ کہ میں نے بڑی کوتاہیاں کی ہیں۔ مگر خدا نے مجھ سے کیا معاملہ کیا۔ کیا میں کوتاہیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اس بات کا مستحق نہیں تھا۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے پکڑتا۔ اور سختی سے سخت سزا دیتا مگر الحمد للہ اللہ ہی کی سب تعریف ہے۔ کہ اس نے مجھے سزا سے محفوظ رکھا۔ اور اس سال کے عرصہ میں سے صحیح و سلامت گذر آیا۔ اس نے میری غفلتوں۔ کمزوریوں۔ خطاؤں۔ کج راہیوں کو دیکھا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں سزا کا مستحق تھا۔ اس نے مجھے پکڑا نہیں۔ حالانکہ وہ رب العٰلمین ہے۔ اگر وہ مجھے پکڑتا۔ تو اس کا حق تھا۔ کیونکہ دنیا کی ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی چیز کا وہ رب ہے۔ اور میرا بھی رب ہے۔ کیا اس لحاظ سے کہ اس نے مجھے پیدا کیا۔ اور بڑھایا۔ اور کیا اس لحاظ سے کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں کو میں نے استعمال کیا۔ اور فائدہ اٹھایا۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ مستحق تھا کہ میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا۔ مگر میں نے نہیں کی۔ اور باوجود اسکے کہ اس کا مجھ پر حق تھا۔ جسے میں نے ادا نہ کیا۔ لیکن پھر بھی اس نے مجھ سے چشم پوشی کی۔ اگر اس کا مجھ پر حق نہ ہوتا۔ اس نے مجھے پیدا نہ کیا ہوتا۔ اس کی پیدا کردہ چیزوں سے میں نے فائدہ نہ اٹھایا ہوتا۔ تو میں کہتا اس کا کیا حق تھا کہ مجھے پکڑتا۔ مگر اس کے مجھ پر اسقدر احسان ہیں۔ کہ جنہیں میں شمار بھی نہیں کر سکتا۔ اس نے مجھے ہی پیدا نہ کیا۔ بلکہ میرے لئے بے شمار چیزوں کو پیدا کیا۔ اس لحاظ سے بھی اس کا مجھ پر حق تھا۔ اس نے مجھے ہی پیدا نہیں کیا۔ بلکہ سورج کو بھی بنایا جس سے میں روشنی حاصل کرتا ہوں۔ اس نے مجھے ہی پیدا نہیں کیا۔ وہ غذا جو میں کھا کر زندگی پاتا ہوں۔ اس کو بھی اس نے پیدا کیا ہے۔ پھر اس نے مجھے ہی پیدا نہیں کیا۔ اس نے چاند اور ستاروں کو بھی پیدا کیا ہے۔ جن کی روشنی سے غذائیں پکتی ہیں۔ پھر وہ پانی جو میں نے پیا۔ وہ مکان جس میں میں رہا۔ یہ سب اسی کے ہیں۔ غرض مجھے ہی اس کی ربوبیت سے تعلق نہیں۔ جن چیزوں سے میرا تعلق ہے۔ اور جن کے ذریعہ میری زندگی قائم ہے۔ ان کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ اس لئے اسے حق اور اختیار تھا۔ کہ مجھے گرفتار کر لیتا اور سزا دیتا۔ مگر الحمد للہ کیا ہی تعریف والا خدا ہے۔ کہ اس نے مجھے معاف کر دیا۔ پھر وہ رحمٰن ہے۔ جب مجھے خبر بھی نہ تھی۔ اس وقت اس نے میرے لئے سامان مہیا کرنے شروع کئے۔ میں اب پیدا ہوا۔ مگر وہ سورج جس کی روشنی میں میں نے آنکھیں کھولیں۔ جس کی روشنی میں میں نے خوبصورت چیزوں کو دیکھا۔ جس کی روشنی میں میں نے اپنے عزیزوں اور پیاروں کو دیکھا۔ مجھ سے کروڑوں سال پہلے پیدا کیا۔ میں پیدا ہوا۔ اور میری پیدائش کے ساتھ میرے پھیپھڑے پیدا ہوئے۔ جن کے ذریعہ میں نے ہوا میں سانس لیا۔ اور زندگی پائی۔ مگر یہ ہوا۔ جو میرے پھیپھڑوں میں گئی۔ اور جس نے مجھ میں نفخ روح کیا۔ اسے خدا تعالےٰ نے مجھ سے کروڑوں سال پہلے پیدا کیا۔ میرا اور میرے اعمال کا کوئی دخل اس کے پیدا ہونے میں نہ تھا۔ اسی طرح وہ غذائیں جو میں نے کھائیں۔ مجھ سے پہلے پیدا کیں۔ اسی طرح زمین جس پر میں چلتا ہوں۔ مجھ سے پہلے پیدا کی گئی۔ غرض جتنی اشیاء جن سے میری زندگی قائم ہے یا جن سے میرا تعلق ہے وہ ہمیشہ سے چلی آتی ہیں۔ اور میرے اعمال کے بغیر خدا تعالیٰ نے میرے لئے پیدا کیں۔ اس قدر عظیم الشان احسانوں کے ہوتے ہوئے اس کا حق تھا کہ میری ادنیٰ سے ادنیٰ خطا پر مجھے پکڑتا۔ مگر اس نے میری بڑی سی بڑی خطا سے چشم پوشی کی۔ پس الحمد للہ رب العالمین سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ کہ اس نے رحمان ہوتے ہوئے میری خطاؤں پر نگاہ نہ ڈالی۔ حالانکہ احسان کے بعد جو نافرمانی کی جائے۔ وہ زیادہ سخت سزا کا انسان کو مستحق بنا دیتی ہے۔ پھر وہ الرحیم بھی ہے۔ ادھر تو اس نے یہ احسان کئے۔ اور میری نافرمانیوں اور خطاؤں پر نظر نہ کی۔ ادھر میری ذرا سے ذرا محنت اور کوشش کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ میں نے چھوٹے

سے چھوٹا کام کیا۔ اور اس نے مجھے اس کا بڑے سے بڑا بدلا دیا۔ یہ نہ کیا کہ وہ سنئے کو اس لئے روک لیتا۔ کہ میں نے اس کی نافرمانیاں کیں۔ جس طرح کسی نے کسی کا پندرہ روپے قرضہ دینا ہو۔ مگر دس اس کی طرف نکلتے ہوں۔ تو دس کاٹ کر باقی کے پانچ دے دیتا ہے۔ اس نے اپنا لینا تو معاف کر دیا۔ اور میرا حق جو اسی نے میرا حق اس طرح مقرر کیا ہے۔ کہ یہ ذرا بھی کام کریگا۔ تو میں بدلا دونگا وہ مجھے دیدیا۔ میری خطاؤں کی وجہ سے اس نے اسکو نہ روکا۔ اگر میں نے ہاتھ چلایا۔ تو اس نے نئی قوت عطا کی۔ اگر میں نے آنکھ کھولی۔ تو اس نے نیا نور عطا کیا۔ اگر میں چلا۔ تو اس نے میرے پاؤں کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔ اگر میں نے نماز پڑھی۔ تو اس نے روحانیت میں ترقی دی۔ اگر میں نے روزہ رکھا۔ تو اس نے تقویٰ میں ترقی دی۔ غرض ہر عمل جو دنیاوی فعل یا دینی کام میں نے کیا۔ اس کا مجھے بدلا دیتا گیا۔ یہ نہ کہا۔ کہ میں نے جو اُسے قرض دینا تھا۔ اس میں وہ کاٹ لیتا

پس الحمد للہ۔ بڑا ہی حمد والا خدا ہے۔ کہ میں نے سب کچھ کیا۔ بڑی بڑی خطائیں کیں۔ مگر ان کی طرف اس نے توجہ نہ کی۔ پھر وہ مالک یوم الدین تھا۔ کوئی کہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ وہ بہت بڑا محسن تھا۔ اس کے انسان پر بڑے حق تھے۔ مگر چونکہ وہ سزا نہ دے سکتا تھا۔ اس لئے اس نے نہیں دی۔ مگر ایسا نہیں ہے وہ مالک اور آقا تھا۔ جس وقت چاہتا پکڑ لیتا۔ کیونکہ اس کا حق بھی تھا۔ اور اُسے پکڑنے کی طاقت بھی تھی۔ بعض اوقات حق تو ہوتا ہے۔ مگر چونکہ طاقت نہیں ہوتی۔ اس لئے انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ وہ جزا و سزا کے دن کا مالک تھا۔ وہ جب چاہتا۔ پکڑ سکتا تھا۔ مگر اس نے کچھ نہ کیا۔ اور سال گذر گیا۔ جس میں اس نے اپنی ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت میرے لئے جاری رکھی۔ اور مالکیت کا پہلو بھی ساتھ ہی رہا۔ پس الحمد للہ کہ میں اسی رستہ پر ایک سال چلا۔ اور خدا کے فضل سے صحیح و سلامت رہا۔

جب بندہ اس پچھلی حالت کو دیکھتا ہے۔ تو آئندہ کے لئے اپنا نیا پروگرام بناتا ہے۔ کہ پیچھے تو جو ہو گیا۔ ہو گیا۔ اب اس طرح نہ کرونگا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری کرونگا۔ جب وہ ارادہ کرتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ ایاک نعبد۔ حضور گذشتہ سال کے لئے تو میں شکر گذار ہوں۔ کہ اپنی خطاؤں اور کوتاہیوں کے خمیازہ سے بچ گیا۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ تیرا بڑا تابعدار غلام بنا رہونگا۔ وایاک نستعین اور تجھ سے مدد مانگتا ہوں۔ کہ میرا یہ پروگرام پورا ہو اھدنا الصراط المستقیم مجھے وہ رستہ دکھا۔ کہ جس پر چل کر مجھے وہ ملامتیں پیدا نہ ہوں۔ جو گذشتہ سال کے طرز عمل سے پیدا ہوئی ہیں۔ اگلے سال میرے یہ خیال نہ ہوں۔ بلکہ یہ کہوں کہ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ میں نے خدا تعالیٰ سے رستہ مانگا تھا۔ اس نے مجھے دکھایا جو بالکل سیدھا رستہ تھا۔ جس پر وہ لوگ چلتے رہے۔ جن پر اس نے انعام کئے۔ اور وہ ضال اور مغضوب لوگوں کا رستہ نہ تھا۔

یہ وہ پروگرام ہے۔ جو ہماری جماعت کے مدنظر رہنا چاہیئے۔ اس کے متعلق یہ تو سال کے ختم ہونے پر ہی معلوم ہو سکیگا۔ کہ کتنا پورا کیا گیا یا پچھلا تجربہ بتا سکتا ہے۔ کہ پچھلے سال کتنا پورا کیا تھا۔ اور آئندہ کتنا پورا ہوگا۔ بہرحال پروگرام مقرر کرنے سے احساس ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ انسان عمل کو تقسیم کر کے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ پیچھے کیا ہوا۔ اور آگے کیا کرنا ہے اور سالوں کو تقسیم کر کے وہ آگے کے لئے مستعد اور تیار ہو جاتا ہے۔ اگر ساری عمر مدنظر ہوتی۔ تو وہ کہتا اتنا عرصہ خراب ہو گیا ہے۔ اب کیا کرونگا۔ مگر اس حصہ کو جو گذر جاتا ہے۔ وہ الگ کر دیتا ہے۔ اور نئے سرے سے کام کرنے لگتا ہے۔ اس طرح اس کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔

ہم نے بھی یہ پروگرام بنایا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دیکھیں پچھلے سال جو خطائیں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ وہ اس سال نہ ہوں۔ گذشتہ سال کے متعلق خدا تعالیٰ کا شکر کریں۔ کہ اس نے ہمیں اپنی خطاؤں کے خمیازہ سے محفوظ رکھا۔ اور آگے کے لئے اس سے درخواست کریں کہ سیدھا رستہ دکھائے۔

یہ بہترین سے بہترین پروگرام ہے۔ اور اس سے بہتر کوئی پروگرام نہیں ہو سکتا۔ بندہ کا فرض ہے کہ اسکو اپنا نصب العین قرار دے۔ جب وہ اسے اپنا نصب العین قرار دیگا۔ تو کچھ نہ کچھ ضرور کریگا۔ اس پروگرام کو اگر ہماری جماعت یاد رکھے۔ جس کو سورہ فاتحہ میں بیان کیا گیا ہے۔ تو اگلا سال جو اس پر آئیگا۔ وہ اس کے لئے سورہ فاتحہ کو اور رنگ میں پورا کریگا۔ یہ سورۃ تو یہی رہیگی۔ مگر یہ کروڑوں معنی رکھتی ہے۔ اور میں نے نہیں دیکھا کہ آج تک اس کے معنے ختم ہوئے ہوں۔ تو اگلے سال اس کے معنے اور رنگ میں ہونگے۔

بہرحال یہ پروگرام ہے۔ جسے ہماری جماعت کے ہر شخص کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ پہلے حصہ کو پچھلے سال پر چسپاں کر کے غور کرنا چاہیئے۔ اور اگلا حصہ اگلے سال پر چسپاں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ نصب العین رہے۔ تو کمزور سے کمزور انسان بھی اسے کچھ نہ کچھ پورا کر لیگا۔

مختصراً اس دفعہ اتنا ہی بیان کرتا ہوں۔ تفصیل اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو آئندہ بیان ہوتی رہیگی۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے۔ کہ آئندہ کے لئے جو اس کا پروگرام ہے۔ اسے پورا کر سکے۔

ہر ایک جگہ کی احمدی جماعت کے امیر کے فرائض

مندرجہ ذیل فرائض "امراء" کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

۱۔ جماعت کے تمام انتظام کا ذمہ دار امیر ہوگا (۲) امیر عموماً کثرت رائے کا احترام کریگا۔ مگر چونکہ وہ ذمہ دار ہوگا۔ اس کا حق ہوگا کہ جس وقت کسی تجویز کو سلسلہ کیلئے مضر یا مخل امن و انتظام دیکھے اپنے اختیار سے اسے روک دے۔ اس صورت میں اسے با قاعدہ وجوہ رجسٹر میں لکھنی پڑینگی یا یہ لکھنا ہوگا کہ بعض ایسی وجوہ کی بناء پر میں کثرت رائے کے خلاف فیصلہ کرتا ہوں۔ جن کا ظاہر کرنا میں مفاد سلسلہ کے خلاف سمجھتا ہوں تاکہ اگر لوگوں کو امیر کے طرز عمل کے خلاف شکایت ہو تو اس سے وجوہ دریافت کی جا سکیں (یعنی خلیفہ وقت یا اس کے قائمقام کی طرف سے) (۳) جلسہ کیوقت عموماً متفقہ رائے حاصل کرنی چاہیئے یعنی اس طور پر جلسہ کی کاروائی چلائی جائے

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی ڈائری

۲۶ر نومبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز ظہر

اندھیرے میں نماز

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا اندھیرے میں نماز پڑھنا منع ہے؟ فرمایا کوئی منع نہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے۔ اور جب سجدے کو جاتے تھے۔ تو آگے حضرت عائشہ رضؓ پڑی ہوتی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے پیروں کو اکٹھے کر لیا کرتی تھی۔

اذان

انہی صاحب نے سوال کیا کہ کیا جماعت کے لئے اذان ضروری ہے۔ فرمایا۔ ہاں اذان ہونی چاہیئے لیکن اگر وہ لوگ جنہوں نے جماعت میں شامل ہونا ہے وہیں موجود ہوں۔ تو اگر اذان نہ کہی جائے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ لوگوں نے اس کے متعلق مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مگر میں ایک دفعہ حضرت صاحب کے ہمراہ گورداسپور کو جا رہا تھا۔ راستہ میں نماز کا وقت آیا۔ عرض کیا گیا کہ اذان کہی جائے۔ فرمایا کہ احباب تو جمع ہیں۔ کیا ضرورت ہے۔ اسلئے اگر ایسی صورت ہو۔ تو نہ دی جائے۔ ورنہ اذان دینا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے کسی دوسرے کو بھی تحریک نماز ہوتی ہے۔

اذان بھی الگ ہو

عرض کیا گیا کہ کیا اگر غیر احمدیوں نے اذان کہی ہو۔ تو اسی اذان کی بنا پر احمدی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ اذان علیحدہ طور پر خود کہنی چاہیئے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔ جس کی اذان نہیں۔ اس سے شیطان نے کیا بھاگنا تھا۔

غیر احمدیوں کی نماز کے وقت اپنی علیحدہ نماز

سوال ہوا۔ کہ اگر غیر احمدی نماز پڑھ رہے ہوں تو ہم احمدی وہیں علیحدہ نماز پڑھ لیں۔ فرمایا۔ ہاں! مگر ان کی نماز میں روک نہیں ہونا چاہیئے۔

دو آدمیوں کا جمعہ

سوال ہوا۔ کہ کیا دو آدمیوں کا بھی جمعہ ہو سکتا ہے۔ فرمایا ہو سکتا ہے۔

علماء یورپ کی خوش فہمی بندر اور انسان کے درمیان کی مخلوق

جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے کو متبسم ہو کر مخاطب کر کے فرمایا کہ آج تار چھپا ہے کہ انسان اور بندر کے درمیان کی (Missing Link) مسنگ لنک کی ہڈیاں اوڈیشیا (علاقہ افریقہ) میں مل گئی ہیں۔ فرمایا بہت خوشی منائی جا رہی ہے۔ اور جا بجا اس کے نظارے دکھائے جا رہے ہیں۔

فرمایا۔ اس سوال کا انہیں معلوم یہ لوگ کیا جواب دیتے ہیں۔ کہ مانا ہزاروں اور لاکھوں سال کے تغیر کے بعد بندر سے انسان بنجاتے ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ جبکہ بندر بھی موجود ہیں اور انسان بھی موجود ہیں۔ تو یہ درمیانی نسل گم ہو گئی۔ اگر واقعی بندر سے ہی ترقی کر کے انسان بنتے ہیں۔ تو اب وہ Missing Link بھی گم نہیں ہونی چاہیئے تھی اور اب بھی بندروں سے انسان بنتے۔ تو الد و تناسل کے سلسلہ کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اسی طریق سے آدمی بنائے جاتے۔ ہنسکر فرمایا۔ کہ جرمنی کے لوگ جو افزائش نسل کے لئے انعام مقرر کر رہے ہیں۔ کارخانے کھولدیتے اور ہر سال اس مخلوق سے آدمی بنا بنا کر دنیا میں پیش کرتے۔

انگلستان میں ناں کو آپریٹرز کی مخالفت

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے عرض کرنے پر کہ گاندھی نے اب مسلمانوں کے لئے اعلان میں کیسے لفظ لکھے ہیں۔ فرمایا کہ چھ مہینے سے میرے خیالات مسٹر گاندھی کے متعلق بدل گئے ہیں۔ اب مجھے معلوم ہو گیا کہ ان میں مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں۔ فرمایا کہ بمبئی کے فساد کا ولایت کی لیبر پارٹی پر بھی برا اثر پڑا ہے۔ تار جو چھپے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے خلاف سخت مضامین لیبر اخبارات ہی لکھ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شہزادے کے بائیکاٹ کرنے سے کیا مطلب۔ کیونکہ وہ لوگ تو جانتے ہیں کہ شہزادہ کا سلطنت میں کیا دخل اور اثر ہے۔

۲۹ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد عصر

سکھ لیڈروں کی گرفتاری

فرمایا کہ اخبار میں اکالیوں کے بڑے بڑے سرکردہ سات لیڈر پکڑے گئے ہیں۔ جنہیں پربندھک کمیٹی کے صدر اور سکریٹری اور سردار جناب سنگھ سابق وائس پریذیڈنٹ پنجاب کونسل بھی شامل ہیں۔ جب ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ تو ایک سکھ موٹر کے آگے لیٹ گیا کہ مجھے بھی پکڑ لو۔ اسکو ہر چند کہا گیا کہ تمہیں ہم پکڑنا نہیں چاہتے۔ مگر جب موٹر کے پہیوں کے ساتھ لپٹ گیا۔ تب اسکو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس الزام میں کہ وہ سرکاری آدمیوں کو ان کے فرض منصبی کی ادائگی میں روک ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اب وائسرائے نے اپنی ایک تازہ تقریر میں اعلان کیا ہے کہ گورنمنٹ اب اپنی پوری قوت کو استعمال کریگی۔

اگر پنجاب کی غلطی کا اعتراف کیا جاتا تو یہ حالت نہ ہوتی

فرمایا کہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر اور قصور میں سرکاری افسروں سے جو غلطی ہوئی اسکو اگر اسی وقت مان لیا جاتا اور ان افسروں کو موقوف کر دیا جاتا۔ اور اعلان کر دیا جاتا کہ یہ افسروں کی غلطی تھی۔ گورنمنٹ کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ تو یہ حالت نہ پیدا ہوتی۔ اسوقت یہ خیال کیا گیا کہ اگر غلطی کا اقرار کیا گیا تو رُعب میں فرق آ جائیگا۔ اور محض اس خیال کی خاطر یہ تمام انتظامی غلطیاں ہو کر آج یہ حال ہوا۔

مسٹر گاندھی کا اسلام پر الزام

فرمایا ابھی مسٹر گاندھی کے پچھلے اعلانوں پر بمشکل ایک ہفتہ گذرا ہے کہ آج انہوں نے ایک اور اعلان شائع کر دیا ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ ہم اس شورہ ہنگامے میں موپلوں کو تو بھول ہی گئے۔ موپلے غلطی خوردہ لوگ ہیں۔ وہ اپنا مذہب سمجھ کر یہ کچھ کر رہے ہیں۔ لیکن ان پر جو مظالم ہو رہے ہیں۔ وہ بہت سخت ہیں۔ اس طرح ایک تو ان فسادات سے لوگوں کی توجہ ہٹانی مقصود ہے۔ اور دوسرے اس طرح اسلام پر بھی اعتراض کر دیا ہے کہ اس نے سختی کی تعلیم دی ہے۔

یکم دسمبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز عصر

میاں مظفر الدین صاحب بن حضرت میاں تاج الدین مرحوم لاہور نے ملاقات کی۔ جو عراق سے واپس آئے ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ آپنے عربی بھی سیکھی ہے۔ میاں صاحب نے عرض کیا کہ کلوکیل زبان تو خوب سیکھ لی ہے۔ مگر تحریری زبان کے سیکھنے کا موقع نہ تھا البتہ ترکی زبان تحریری و تقریری دونوں میں خوب مہارت حاصل ہو گئی ہے۔

عورت کی امامت

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا عورت جماعت کرا سکتی ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔

سنہ ۱۹۲۲ء کی سب سے پہلی پیغامی حماقت

"قاضی اکمل سے ایک سوال" کا عنوان دیکر جناب نذیر علی صاحب پشاوری نے ایک مضمون پیغام ۷ر جنوری سنہ ۱۹۲۲ء میں چھپوایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

میں (اکمل) نے تشحیذ جلد ۹ نمبر ۱۲ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا رجوع عن التکفیر ایک مضمون لکھا۔ اس میں پہلے رؤیا مسیح موعود کے الفاظ درج کئے۔ انی رایت ان ھذا الرجل یومن بایمانی قبل موتہ ورایت کانہ ترک قول التکفیر۔ اور پھر اس کا ترجمہ کیا "میں نے دیکھا کہ یہ شخص (محمد حسین بٹالوی) اپنے مرنے سے پہلے میرے مومن ہونے کو تسلیم کریگا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس نے گویا تکفیر کا قول چھوڑ دیا" اور اخیر میں لکھا۔ محمد حسین نے (عدالت میں) تسلیم کیا۔ کہ ہم احمدیوں کو قرآن و حدیث کا مانندا تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہی حضور مغفور نے رؤیا میں دیکھا۔

کانہ ترک قول التکفیر و تاب۔

اس کے بعد پشاوری صاحب کہتے ہیں کہ "محمد حسین مومن مرا یا نہ × × × کیونکہ وہ قول تکفیر سے تائب ہوا۔ اور یومن بایمانی۔ اس نے مسیح موعود کے مومن ہونے کو تسلیم کر لیا۔ تو اب تمام دنیا کو کافر بنانے کے کیا معنے ہوئے اس فلسفہ کو ذرا قاضی صاحب سمجھائیں۔ کہ جب اول التکفیر بانی فتوی تکفیر مومن ہو گیا۔ تو باقی ناکردہ گناہوں کا کیا قصور ہے۔"

احباب کرام! اس زور عبارت اور حد سے بڑھی ہوئی حماقت کو دیکھیں۔ محمد حسین اپنے کسی بیان عدالت میں حضرت مسیح موعود کی تکفیر سے رجوع کرتا ہے۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا۔ کہ وہ خود بھی مومن ہے۔ یہ تو سے کہیئے۔ جو مسیح موعود پر فتوی کفر لگانے کی وجہ ہی سے اسکو کافر سمجھتا ہو۔ ہمارے نزدیک تو انکار مسیح موعود اور عدم بیعت وجہ ہے کافر ہونے کی۔ پشاوری صاحب تو معذور ہیں۔ ایڈیٹر پیغام کو کیا ہو گیا کہ اس نے ایسا لغو سوال درج کر دیا۔ کلمہ گوؤں کو کافر کہنے کا الزام ہمیں دیتے ہو۔ حملہ بر خود میکنی اے سادہ لوح۔ جو کلمہ گو مسیح موعود کو کافر سمجھتے ہیں۔ انکو آپ کافر سمجھتے ہیں یا نہیں اگر سمجھتے ہیں تو کیا وہ کلمہ گو نہیں۔

مضمون زیر بحث میں تو میں نے صرف رجوع عن التکفیر ہی دکھایا تھا۔ اور اس کی بناء پر پشاوری استدلال میرے خلاف محض حماقت ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی سے تو اس کا ایمان لانا دوسری طرح پر بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ استفتاء سنہ ۱۸۹۷ء میں لکھتے ہیں:۔

"فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ خدا کی طرف سے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائیگا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اسی قدر ہو گا کہ اٰمنت بالذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل یا پرہیزگار لوگوں کی طرح۔

سو اب اس کی موت نے بتا دیا کہ اس کا ایمان مثل فرعون بحالت نزع ہے جو غیر مقبول ہے۔ وما امر فرعون برشید یقدم قومہ یوم القیامۃ فاوردھم النار و بئس الورد المورود و اتبعوا فی ھذہ لعنۃ و یوم القیامۃ بئس الرفد المرفود۔ (اکمل قادیان)

قادیان میں رہائش کرنیوالوں کو مژدہ

۱۔ ایک مکان نور ہسپتال کے قریب دس کرم کے فاصلہ پر جس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ برائے فروخت موجود ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

کوٹھڑی
دالان
صحن
دروازہ
پاخانہ

تمام مکان پختہ بنا ہوا ہے۔

۲۔ سٹور احمدیہ کے جانب شمال ۲۵ فٹ کا بازار چھوڑ کر ایک بلاک پانچ کنال کا موجود ہے جس کے جنوب کی طرف بازار ۲۰ فٹ اور شرق کی طرف بازار ۲۰ فٹ اور شمال کی طرف ایک گلی ۸ فٹ جاتی ہے۔

یہ قطعہ شہر کے نہایت قریب اور سٹور کے بالکل متصل ہے۔ اگر کوئی صاحب سارا خریدیگا تو چالیس روپے مرلہ۔ اور جو صاحب ایک کنال بطرف شرق خریدیگا۔ اسکو بیتالیس روپے مرلہ کے حساب سے فروخت ہو گا۔ خریداران مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

المشتہر:۔ عبدالعزیز خان اچپال مینجر سٹور احمدیہ قادیان۔ پنجاب

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب منصف رعیہ بمقام نارووال درجہ اوّل

نمبر مقدمہ ۱۴۵۰ سنہ ۱۹۲۱ء

محمد علی ولد غلام جعفر قوم شیخ۔ ساکن نارووال مدعی

بنام

میراں بخش ولد بوڑا قوم جٹ ساکن سراں تحصیل رعیہ۔ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۱۷۵ روپے بر دستک

بمقدمہ مندرجہ عنوان بیان حلفی مدعی پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سے گریز کرتا ہے لہذا بمنشائے زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ اشتہار بنام مدعا علیہ بہ تقرر ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ اگر مدعا علیہ تاریخ مذکور پر حاضر نہوں تو اس کے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی۔

مہر عدالت

اہلحدیث اپنے قول سے پھرنا چاہتا ہے

معزز ناظرین "الفضل" کو معلوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث نے ۶ر جنوری کے اہلحدیث میں ہمیں ایک چیلنج دیا۔ جس کا جواب ۹ر جنوری کے الفضل میں چھاپ دیا گیا۔ جس کے اخیر میں ہم نے یہ خدشہ ظاہر کر دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حسب معمول کوئی نئی بات پیدا کر کے یہ پیالہ جو خود اپنے لئے تجویز کیا ہے ٹالنا چاہینگے۔ سو آخر وہی ہوا۔ جو ہم کہتے تھے یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی بات پر قائم نہ رہے جب دیکھا کہ صیاد سر پر ہے۔ اور اس کی ایک ہی ضرب کام تمام کر دیگی۔ تو دوسرے سوراخ سے سر جا نکالا۔ ؎

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

میں ہر ایک دیندار۔ انصاف پسند۔ خدا خوف انسان کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وہ مندرجہ ذیل تفصیل کیفیت کو غور سے پڑھے۔

ثنائی چیلنج کی تمہید

مولوی صاحب نے مضمون کا عنوان رکھا ہے "جھوٹوں کا ہرگز اعتبار نہ کرو" اور پھر لکھا ہے:-

"اسلام میں جھوٹ کے تین درجے ہیں۔ مخلوق پر جھوٹ رسول پر جھوٹ۔ اور اللہ پر جھوٹ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعدہٗ فی النار اس کے معنے ہیں۔ جھوٹی حدیث بنا کر حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے۔

محدثین کا عام قانون ہے کہ جو شخص ایک حدیث بھی جھوٹی بنائے۔ اس کی کوئی حدیث صحیح نہیں × × × اس مقبولہ قاعدہ کے مطابق ہم دیکھتے اور دکھاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کا کیا حال ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ صحاح ستہ کے مصنفوں سے کوئی زندہ ہوتا۔ یا امام الجرح والتعدیل یحیٰی بن معین یا محک رجال امام دار قطنی زندہ ہوتے۔ تو مرزا صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کو واضعین حدیث میں لکھ کر ان کی کل روایات کو موضوع (جھوٹی حدیثیں) بتاتے ہم اس دعوے کو بے دلیل چھوڑنا نہیں چاہتے ورنہ ہم میں اور انہیں بحیثیت علم کے فرق کیا ہوگا" (اہلحدیث صفحہ اول ۶ر جنوری)

اس تمہید کو پڑھ کر پڑھنے والے پر کیا اثر ہوتا ہے وہی جو اس کے الفاظ کا منشا ہے۔ یعنی یہی کہ (سیدنا) مرزا صاحب (مسیح موعود) من کذب علی متعمداً کے مصداق ہیں۔ انھوں نے جان بوجھ کر ایک حدیث خود وضع کی۔ اس کے متعلق کوئی غلط فہمی کی بات نہیں ہوئی۔ نہ بھول چوک۔ اسلئے وہ (مرزا صاحب) اور ان کے اتباع واضعین حدیث میں سے ہیں۔ اور یہ دعوے بے دلیل نہیں۔ بلکہ اس کی مثال موجود ہے۔ جو بڑے دھڑلے سے پیش کی جاتی ہے:-

بیان ثنائی

وہ یہ کہ "مرزا صاحب خود بدولت اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۷ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں)۔ نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلعم سے یہ حدیث لکھی ہے۔

یخرج فی اٰخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذیاب۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال کا نکلے گا۔ وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دینگے × × × × × × × × × × × ×

حالانکہ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں:-

یخرج فی اٰخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین (مشکوٰۃ باب الریا) یعنی بجائے دجال کے رجال ہے۔ اور رجال جمع رجل کی جس کے معنے ہیں بہت سے لوگ × × × × × × چونکہ یہ حدیث دراصل مرزا صاحب جیسے دنیا داروں کے حق میں تھی۔ اس لئے مرزا صاحب نے اس کو بگاڑ کر پادریوں کے حق میں لگا کر ان کو دجال بنا دیا۔ مگر ان کے ایسا کرنے پر ہمیں ایک شعر یاد آیا۔ (اہلحدیث ۶ر جنوری صفحہ ۲)

ناظرین کیا سمجھے؟ یہی کہ پہلے ثناء اللہ نے تمہید میں (سیدنا ومولانا مسیح موعود حضرت) مرزا صاحب کو من کذب علی متعمداً کا مصداق بنایا۔ اور آپ کی ذات بابرکات کو جھوٹی حدیثیں بنانے والا قرار دیا۔ اور پھر اس کی مثال یہ پیش کی ہے۔ کہ تحفہ گولڑویہ میں ایک روایت لکھی ہے۔ جس میں حدیث کا لفظ تو رجال تھا۔ مگر (سیدنا) مرزا صاحب نے اسے بگاڑ کر دجال بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس کے خود مصداق تھے۔ اب اس مزعومہ و نام نہاد تحریف لفظی کو جو متعمداً کذب علی الرسول ہے۔ سامنے رکھ کر جناب ابو الوفا ہمیں ان الفاظ میں چیلنج دیتے ہیں۔

چیلنج کے الفاظ

"قادیان اور لاہور کی پارٹیوں سے تعلق رکھنے والو! بلکہ ان کے سوا بھی کسی اور پارٹی کے ممبرو۔ اگر تم مرزا صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ کسی کتاب سے دکھا دو۔ تو لدھانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا لو"

اس چیلنج سے ہمارے ذمے کیا فرض عائد ہوتا ہے صرف یہ کہ ہم روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ کسی کتاب سے دکھا دیں۔ اور تین سو روپیہ لیں۔ یہاں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ ہم یخرج فی اٰخر الزمان دجال (د کے ساتھ نہ کہ ر کے ساتھ) کسی کتاب سے دکھا دیں۔ جس سے یہ واضح ہو جائیگا۔ کہ سیدنا مسیح موعود حضرت مرزا صاحب نے رجال کو بگاڑ کر دجال نہیں بنا دیا۔ بلکہ حدیث کی کتاب میں لکھا ہوا ہی یوں تھا۔ اور بس۔ چنانچہ ہم نے الفضل ۹ر جنوری میں لکھ دیا:-

"ہم بڑی خوشی کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ وہ تین سو روپیہ جمع کرا دیں اور ایک معقول مجلس ہو جس میں فریقین کے آدمی مساوی ہونگے۔ پہلے آپ کے چیلنج کے الفاظ پڑھے جائینگے۔ پھر ہم خدا کے فضل سے نہ صرف

کسی کتاب سے بلکہ مشہور کتاب حدیث سے ہی یہ الفاظ دکھا دینگے۔ یخرج فی اٰخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین "

ہمارا جواب صاف ہے۔ اور ہماری پوزیشن ظاہر۔ ایک شخص ہمارے امام ہمام پر الزام دیتا ہے جس میں ان کی نسبت کذب علی الرسول کا اور یہ کہ الفاظ حدیث کو خود بگاڑ کر کچھ اور لکھ دیا۔ ہم نے کہا۔ الزام دینے والا جھوٹ کہتا ہے۔ ہم یہ روایت ... جو تحفہ گولڑویہ میں ہے مشہور کتاب حدیث سے دکھا دینگے۔ چیلنج میں تو کہا گیا ہے۔ کسی کتاب سے۔ مگر ہم نے خود اپنے پر پابندی عائد کر لی۔ کہ نہ صرف کسی کتاب سے بلکہ کتاب حدیث سے اور کتاب حدیث بھی "مشہور کتاب حدیث" اب اس کے جواب میں مراسلہ ثنائی ملاحظہ ہو۔

مراسلہ ثنائی

" دفتر اہلحدیث امرتسر ۱۴/۱/۲۲

چیلنج کا تین سو جمع کرا دیا

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔

الفضل مورخہ ۹ جنوری میں میرے چیلنج کی منظوری از جانب قاضی محمد اکمل صاحب شایع ہوئی ہے جس پر موصوف نے مجھ سے تقاضا کیا ہے۔ کہ میں مبلغ تین سو انعامی رقم جمع کرا دوں۔ تو وہ حدیث مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ دکھا دینگے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

یخرج دجال یختلون۔

اسلئے میں آپ کے ذریعہ سے آپکے ناظرین کو عموماً اور خود قاضی صاحب کو خصوصاً اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حسب تحریر ان کے مبلغ تین سو بدکان حاجی نور احمد صاحب سوداگر چرم امرتسر جمع کرا دیا جس کی اصل رسید بھی ارسال ہے۔

یہ تو احمدی علماء کو بھی معلوم ہو گا کہ اہل علم کے نزدیک یہ قاعدہ مسلم اور مروج ہے کہ جس کتاب مخرج کے الفاظ میں شک ہو۔ اس کی تصحیح سند دینے کی تحقیق ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق الفضل مورخہ ۱۲ر جنوری میں ایک مضمون منشی خادم حسین صاحب کا حدیث الاسماء والصفات کے متعلق نکل چکا۔ پس ہم حسب فریقین مقبولہ اصول کے پابند رہینگے۔ ہاں اس امر کے اظہار یا شرط کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بعد عدم ثبوت یہ بات خود بخود ثابت ہو جائیگی۔ کہ مرزا صاحب قادیانی روایت حدیث میں معتبر یا محتاط نہ تھے۔

مجلس دفتر اہلحدیث میں ہو گی۔ جسمیں میری طرف سے میرے علاوہ چار اہل علم ہونگے۔ اتنے ہی حسب عدد آپ لوگ۔ دن کسی اتوار کا ہو گا۔ اور وقت نو بجے صبح۔ جب آپ آنا چاہیں۔ مجھے ایک روز پہلے اطلاع کر دیں۔ میں ہوں احمدیوں کا بھی خیر خواہ

ابو الوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر"

کید ثنائی نمبر اول

ناظرین نے مولوی ابو الوفاء کا جواب پڑھ لیا؟ کیا ثناء اللہ اپنے قول پر قائم رہا۔ اس کا تو دعویٰ یہ تھا کہ (سیدنا مسیح موعود حضرت مرزا صاحب من کذب علیّ متعمداً کی زد میں ہیں۔ اور ائمہ حدیث کا فتویٰ ان پر یہ ہے۔ کہ وہ واضع حدیث ہیں۔ اس بناء پر کہ انھوں نے خود لفظ حدیث بگاڑا اور رجال کو دجال بنا کر لکھ دیا۔ اور اب یہ لکھا ہے۔ کہ مخرج نہیں۔ بلکہ سند دیکھی جائیگی۔ اور سند سے ثبوت نہ دے سکنے کی صورت میں صرف یہ ثابت ہو گا کہ مرزا صاحب روایت حدیث میں معتبر یا محتاط نہ تھے نہ کہ واضع حدیث

خیر ہم مراسلہ میں جو نئی بات پیدا کی گئی ہے۔ اس کے متعلق زیادہ نہیں لکھتے۔ تاکہ آپ کو فرار کا موقعہ نہ ملے۔ جہاں فیصلہ روپے کے متعلق ہو گا وہاں یہ بھی دیکھ لیا جائیگا کہ آیا آپکا اصل چیلنج کیا ہے۔ اور یہ ایزادی بعد از وقت ہے۔

کید ثنائی نمبر ۲

آپ کی نیت نہ صرف چیلنج کے الفاظ کو چھوڑ دینے سے ظاہر ہے۔ بلکہ اس رسید سے بھی اظہر من الشمس ہے۔ جو آپنے اس مراسلہ کے ساتھ بھجوائی ہے۔ رسید کے اصل الفاظ یہ ہیں :۔

باعث تحریر آنکہ

مبلغ تین سو روپیہ نصف جس کے مبلغ ایکسو پچاس ہوتے ہیں۔ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے برائے فیصلہ مرزائیاں ہمارے پاس امانت جمع کروا دیا ہے۔ لہذا رسید لکھ دی کہ سند رہے۔ مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۲۲ء۔ حاجی نور احمد میونسپل کمشنر مالک دکان موسومہ حاجی غلام حسین نور احمد سوداگران چرم امرتسر

نور احمد بقلم خود

اس رسید کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جسے روپے کا امین بنایا گیا ہے۔ وہ سلسلہ احمدیہ سے ایسا شدید بغض رکھتا ہے۔ کہ احمدیوں کا نام بھی صحیح نہیں لیتا۔ مرزائی کہتا ہے۔ حالانکہ مرزائی کوئی مذہب نہیں۔ دوم الفاظ مبہم ہیں۔ یعنی لکھا ہے کہ برائے فیصلہ مرزائیاں۔ کونسا فیصلہ؟ یہاں تو اس چیلنج کے الفاظ جو اہلحدیث میں درج ہیں۔ نقل کرنے چاہیئیں۔ اور اہلحدیث کا حوالہ تاریخ و نمبر کے ساتھ دینا چاہیئے۔ سوم روپے کے امین کو حق دینا چاہیئے۔ کہ جب روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ کسی کتاب حدیث سے دکھا دی جائے۔ تو وہ روپیہ اس فریق حق کے حوالے کرے۔ چہارم۔ امین مسلمہ فریقین چاہیئے۔ جو یہ بھی دیکھ لے۔ کہ اصل چیلنج کیا ہے۔ اور ہم نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا یا نہیں۔ ہمارے نزدیک بہتر ہو گا کہ امین شیخ عبد القادر صاحب بالقابہ بیرسٹر خان بہادر شیخ عبد العزیز صاحب۔ پنڈت شو نرائن صاحب وکیل ہائیکورٹ میں سے کوئی صاحب ہوں۔ آپ روپیہ باضابطہ بشرائط معقولہ جمع کرائیں۔ اور اپنے چیلنج کے الفاظ پر آئیں۔

(اکمل۔ قادیان دار الامان ۱۶ر جنوری ۱۹۲۲ء)

رباعیات اختر

حسن در کوچہ و بازار تجلّی دارد
جلوہ بر جملہ در و بام ضیا میبارد
اختر از صرف نگاہ است نہ ما حرف گناہ
باغبان این چمن حسن چرا میکارد

باغبان لالہ و گل سنبل و نسرین کارد
چون بہ تاثیر صبا رو بہ شگفتن آرد
بستہ گلدستہ بہ ہر یک ز کرم بسپارد
تا نہ کس چشم طمع بر گل دیگر دارد

ہندوستان کی خبریں

گورنمنٹ بہار نے سیتامڑھی کو فسادی رقبہ قرار دیا پٹنہ ۔ ۱۱ر جنوری گورنمنٹ بہار نے تھانہ سیتامڑھی کو پولیس ایکٹ کے ماتحت فسادی رقبہ قرار دیا ہے ۔ اور مزید پولیس کے قیام کے واسطے وہاں کے باشندوں پر ۲۵ ہزار روپیہ کا بار ڈالا ہے ۔

سارجنٹ گاسکن لاپتہ ہیں جھانسی ۔ ۱۲ر جنوری ۔ جھانسی پولیس کے سرجنٹ گاسکن جن کی عمر ۳۵ سال ہے ۔ ۷ر جنوری کی شب کو کہیں چلے گئے اور دوبارہ تک واپس نہیں آئے ان کا سراغ نہیں لگ سکا [illegible] ۹ر جنوری کو وارث گنج کے قریب ان کی ہیٹ اور سائیکل ٹوٹی ہوئی حالت میں پائی گئی ۔

بنگال کے چیف سکرٹری کلکتہ ۔ ۱۲ر جنوری ۔ اگرچہ سرکاری طور پر اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ سر [illegible] کے بجائے مسٹر جے [illegible]

ہندوستان میں ابتک کتنے قید ہوئے ہمعصر قومی رپورٹ نے ایک فہرست شائع کی ہے جس میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں تارکان موالات کی گرفتاریوں کی تعداد بتلائی گئی ہے ۔ ہمعصر مذکور لکھتا ہے کہ ۳۰ر دسمبر تک ہندوستان میں تقریباً ساڑھے تیرہ ہزار آدمی گرفتار ہو چکے ہیں ۔

قلمی "سوراجیہ" کا اجراء الہ آباد ۔ ۱۲ر جنوری ۔ مقامی ہندی اخبار "سوراجیہ" سے دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی وہ اسنے دینا قبول نہ کی ۔ اور وہ اب انڈی پنڈنٹ کی طرح قلمی شائع ہو رہا ہے ۔

لالہ لاجپت رائے و دیگر لیڈروں کی رہائی خبر ہے ۔ کہ لالہ لاجپت رائے ، مسٹر سنتانم ، ڈاکٹر گوپی چند ۔ ملک لال خاں صاحب رہا کر دئے گئے ۔

لاش قبر سے نکال پھینکی گئی دہلی ۔ جنوری ۱۲ ۔ ایک مسلمان [illegible] جو کہ ۱۵ر دسمبر گذشتہ کو فوت ہوا تھا ۔ رانچی قبرستان میں لوگوں نے اس وقت تک دفن نہ کرنے دیا جب تک پولیس کی مدد حاصل کی گئی ۔ مگر دفنائے جانے کے بعد رات کو وہ لاش قبر سے نکال لی گئی اور اس کا چہرہ بالکل خراب کر کے پبلک [illegible] پر پھینک دی گئی ۔

رنڈیاں بھی والنٹیر لکھنؤ میں رنڈیاں بھی والنٹیر بن رہی ہیں ۔ اور لیکچر دے کر دوسروں کو بھی ترغیب دے رہی ہیں ۔

[illegible] کا نعرہ زمانہ کس سرعت سے تبدیل ہو رہا ہے ۔ ابھی تھوڑے ہی زمانہ کا ذکر ہے کہ دیہات میں جاہل سکھ "اللہ اکبر" کی صدا بلند کرنے والوں کو زد و کوب کرتے تھے ۔ لیکن ۵ر جنوری کی شام کو [illegible] کے قریب رہائی یافتہ اکالیوں کے ہمراہ جو جم غفیر سکھوں اور ہندو مسلمانوں کا جمع ہو گیا تھا اس میں ایک معقول تعداد اکالنوں کی بھی تھی ۔ جو اللہ اکبر کا نعرہ بھی بلند کرتی تھیں ۔

اخبار ڈیلی کرانیکل لکھتا ہے کہ گاندھی پارٹی کی کوشش [illegible] کے باوجود شہزادہ ویلز کی شخصیت نے ہندوستانیوں پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے ۔ یہ ہندوستان کی بدقسمتی ہے ۔ کہ مسٹر گاندھی جیسا لیڈر اس وقت پیدا ہو گیا ۔

غیر ممالک کی خبریں

آئرلینڈ والوں کو انتظام حکومت دیا جائیگا لنڈن ۔ ۱۰ر جنوری (اسٹیٹسمین کا خاص تار) وزارت کی وہ کمیٹی جو آئرلینڈ کے مسائل تصفیہ کرنے کی غرض سے مقرر کی گئی ہے ۔ اس کے جلسے روزانہ ہو رہے ہیں ۔ وہ آئرلینڈ کے قائم مقاموں کے آنے کی منتظر ہے ۔ جن کو تمام اختیارات دیدئے جائینگے ۔ تاکہ وہ آئرلینڈ میں عارضی طور پر گورنمنٹ قائم کرلیں ۔ ابتدائی مراحل تو تقریباً سب طے ہو چکے ہیں ۔ اور اب جلد سے جلد آئرلینڈ کے وزراء کو تمام اختیارات حکومت حوالہ کر دئے جائینگے ۔ اور اس کے بعد ہی آئرلینڈ سے برطانوی سپاہ کی واپسی شروع ہو جائیگی ۔

جنوبی افریقہ کے کانکنوں کی ہڑتال لنڈن ۔ ۱۰ر جنوری ۔ جالمبرگ کا تار مظہر ہے کہ سونے کی کانوں کے ملازمین کی ہڑتال پوری رفتار سے جاری ہے ۔ اس ہڑتال میں ۲۰ ہزار آدمی شامل ہیں ۔

جاپانی شہزادہ کا انتقال لندن ۔ ۱۰ر جنوری ۔ ٹوکیو کا تار مظہر ہے کہ پرنس اوکوما کا انتقال ہو گیا ۔

فرانسیسی وزیراعظم کا استعفے لندن ۔ ۱۲ر جنوری موسیو برآینڈ نے استعفا دیدیا ہے ۔

فلسطین کے رئیس العلماء بیت المقدس ۔ ۱۰ر جنوری حاجی امین الحسینی مفتی بیت المقدس غالب مسلم رائے سے فلسطین کے رئیس العلماء منتخب ہوئے ہیں ۔ حسینی کی صدارت میں مسلمانوں کے تمام [illegible] اور علاقوں کے انتظام کے لئے چار اور معززین بطور کونسل منتخب ہوئے ہیں ۔

باغیانہ خط ۱۱ر جنوری ۔ لنڈن سر جارج ینگ نے ایک خط [illegible] پارلیمنٹ ممبروں کے نام شائع کیا ہے ۔ جس میں کہا جاتا ہے ۔ کہ وزیراعظم سے عدم وفاداری کا اظہار کیا گیا ہے ۔

مسینا میں زمین ابتک پھٹی جا رہی ہے ۔ اس سے سان فرانیلو کا ضلع سارے کا سارا سمندر میں غرق ہو چکا ہے ۔

انگلستان میں انفلوئنزا لندن ۔ ۱۳ر جنوری گذشتہ چند دنوں میں بہت ترقی کر گیا ہے ۔ اور سرکاری طور پر اسبات کا اعلان کیا گیا ہے کہ بیماری نے وبائی صورت اختیار کر لی ہے ۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کی ایک بڑی تعداد کے بیمار ہو جانے سے مشکلات بڑھ رہی ہیں ۔ صرف بارتھلومیو کے ہسپتال میں ساٹھ ڈاکٹر اور نرسیں بیمار پڑے ہیں ۔ پولیس کے سپاہی اور ٹریم کار چلانے والے بہت بیمار ہو رہے ہیں ۔

بیروت کا پیغام مظہر ہے کہ فرانس نے سلیشیا کو پوری طرح خالی کر دیا ۔

[illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا